سلسلۂ اشاعت: ۳۸

# عید الاضحیٰ

خطاب از


حضرت مولانا مفتی ابوبکر جابر قاسمی دامت برکاتہم

(ناظم کہف الایمان ٹرسٹ، صفدر نگر، بورابنڈہ، حیدرآباد)


ضبط و ترتیب


مفتی محمد عرفان زمزم قاسمی

(ناظم مدرسہ اصلاح البنات، وکاس نگر، کاماریڈی)

رابطہ نمبر

9553863625, 7013202916

# تفصیلاتِ کتاب


| | | |
|---|---|---|
| نام کتاب | : | عید الاضحیٰ |
| خطاب | : | حضرت مولانا مفتی ابوبکر صاحب جابر قاسمی |
| | | (ناظم کہف الایمان ٹرسٹ، حیدرآباد) |
| کمپوزنگ | : | گرافک سولیوشن (9634990960/9520717020) |
| سن طباعت | : | ۱۴۴۲ھ مطابق ۲۰۲۱ء |
| تعداد صفحات | : | ۱۶ |


## زیر اہتمام


مسجد عظیم و مدرسہ اصلاح البنات

وکاس نگر، کاماریڈی (تلنگانہ)

# فہرس


| عناوین | صفحہ نمبر |
| --- | --- |
| ⊙ **عیدالاضحیٰ** | ۵ |
| ⊙ دین اسلام میں عید کا تصور | ۵ |
| ⊙ عید قرباں کا سبق اور حضرت ابراہیمؑ کا امتحان | ۶ |
| ⊙ حضرت ابراہیمؑ کی ہجرت | ۷ |
| ⊙ بلند مقاصد کی خاطر حضرت ابراہیمؑ کا اولاد کی دعا کرنا | ۷ |
| ⊙ حضرت ابراہیمؑ کی مصر کے بادشاہ وقت سے ملاقات | ۸ |
| ⊙ حضرت ابراہیمؑ کا دوسرا امتحان | ۹ |
| ⊙ حضرت ابراہیمؑ کا تیسرا سخت ترین امتحان | ۱۰ |
| ⊙ ہماری نسلوں کا حال | ۱۰ |
| ⊙ حضرت اسماعیلؑ کا بے مثال صبر | ۱۱ |
| ⊙ قربانی کا اصل مقصد | ۱۱ |
| ⊙ مسلمانوں کی تاریخ کے چند روشن پہلو | ۱۲ |
| ⊙ ہندوستان کے مسلم بادشاہوں کے کارنامے | ۱۲ |
| ⊙ دین اسلام ظلم کی اجازت نہیں دیتا | ۱۳ |

| | | |
|---|---|---|
| ⊙ | غیروں سے انصاف کی امید نہ رکھیں | ۱۳ |
| ⊙ | قربانی کا پیغام غیر مسلم بھائیوں کے نام | ۱۴ |
| ⊙ | ایذائے مسلم حرام ہے | ۱۵ |
| ⊙ | وسعت کے باوجود قربانی نہ کرنا | ۱۵ |


⊙ ⊙ ⊙

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# عیدالاضحیٰ

الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادي له ونشهد أن لا اله الا الله وحده لا شريك له و نشهد ان سيدنا ومولانا محمدا عبده ورسوله أرسله بالحق بشيراً ونذيراً

## دین اسلام میں عید کا تصور:

میرے عزیزوں اور دینی بھائیو! عید کا تصور ہر مذہب میں رہا ہے، اور عید کا تصور جیسے ہی دیگر مذاہب میں آتا ہے تو گانا بجانا پٹاخیں بازیاں، اور ناچنا، شراب نوشی، بے حیائی اور بدکاری من مانی اور انسانیت سوز حرکتیں اس قسم کی چیزیں ہوا کرتی ہیں؛ لیکن حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور دین اسلام نے جو تصور دین کا اور جو تصور عید کا دیا ہے وہ دوسرے کسی مذہب میں نہیں ہے، عید اللہ نے طے کی ہے، ہم اپنی طرف سے عید طے نہیں کرتے ہیں جب یہود نے کہا:

﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ

دِينًا فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِإِثْمٍ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾(١)

’’آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کر دیا، تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور تمہارے لئے دین کی حیثیت سے اسلام کو پسند کیا، پھر جو شخص بھوک کی شدت کی وجہ سے بے قرار ہو جائے (اور حرام کی ہوئی مذکورہ چیزوں میں سے کچھ کھالے) اس کے بغیر کہ گناہ کی طرف اس کا میلان ہو، تو یقیناً اللہ معاف کرنے والے اور مہربان ہیں۔‘‘

اگر یہ آیت ہمارے مذہب میں نازل ہوتی تو ہم اس دن عید منا لیتے، حضرت عمرؓ نے ارشاد فرمایا کہ میں وہ دن بھی جانتا ہوں، میں وہ وقت بھی جانتا ہوں؛ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے حکم کے بغیر حضرت محمد رسول اللہؐ کے طریقہ کے بغیر ہمارے یہاں عید منانے کا کوئی تصور نہیں ہے۔

## عید قرباں کا سبق اور حضرت ابراہیمؑ کا امتحان:

عید قرباں اور یہ بقرعید حضرت ابراہیمؑ کی قربانی اور ان کی جذبۂ وارفتگی اور ان کے عشق اور ان کی بلند حوصلگی، اللہ پر مرمٹنا، اپنے جذبات کو ذبح کرنا، اپنی تمناؤں کا خون کرنا، اپنے دل کے ہر رخ کو اللہ کی طرف موڑنا، ہر محبوب چیز کو اللہ کے حکم پر قربان کر دینا یہ وہ سبق ہے جو حضرت ابراہیمؑ کی زندگی میں اللہ جل جلالہ وعم نوالہ نے ہمیں دکھلایا۔

حضرت ابراہیمؑ بت تراش اور بت پرست گھر کے اندر بت پرست خاندان میں پیدا ہوئے تھے، اتنا گہرا مذہبی اور مورتی پوجا سے تعلق رکھنے والا گھرانہ، نمرود سے قریبی تعلق رکھنے والا گھرانہ، کوئی آسان نہیں ہے کہ آدمی اپنی سوسائٹی سے بغاوت کرلے، اور آباء و اجداد کے دین اور رجائداد کو آدمی ٹھکرا دے، یہ کوئی آسان کام نہیں ہے کہ اسے دھمکی

---

(١) المائدۃ:٣

دی جارہی ہو، دہکتی آگ میں ڈالنے کے لئے اوراس زمانہ کی عورت منت مانگتی ہو کہ میرا فلانا کام ہوتو ابراہیم کے لئے جولکڑیوکا گٹھر جمع کیا جارہاہے میں اتنے گٹھر اس میں ڈالوں گی تاکہ ابراہیم کے لئے آگ زیادہ تیز اور زیادہ اونچی دہکائی جائے، پرندہ اوپر سے گذررہاہو تو اوپر سے گذر نہ سکے، اتنی اونچائی کہ جہاں پر پھینکنے کے لئے حضرت ابراہیمؑ کوایسی چیزوں کا سہارالینا پڑے کہ جس کے بغیر حضرت ابراہیمؑ کواتنی اونچی دہکتی آگ میں نہ پھینکا جاسکتا ہو، یہ سارے قصے کے وہ پہلو ہیں جوصحیح روایتوں سے ثابت ہیں۔

## حضرت ابراہیمؑ کی ہجرت:

بہرحال حضرت ابراہیمؑ اس امتحان میں بھی کامیاب ہوگئے، اورآگے کاامتحان کہ جب حضرت ابراہیمؑ فلسطین کے رخ پر پڑ گئے عراق کوچھوڑ کر، اپنے والد سے کوئی بدتمیزی بھی نہیں کی، اپنے والد سے کوئی بے ادبی بھی نہیں کی اور وہ کفر پر چلنا چاہتے ہیں اور حضرت ابراہیمؑ توحید پر مرنا چاہتے ہیں، آزر سے انہوں نے کہا کہ میں یہ نہیں چاہتا کہ نوک جھوک چلتی رہے، کھچاؤ تلاؤ کی فضا رہے، میں آپ کی بے ادبی یا جرأت مندی کی طرف چل پڑوں یہ میرے لئے گوارانہیں، اور یہ کوئی خدا پرست آدمی پسند نہیں کرسکتا ہے، اسی لئے حضرت ابراہیمؑ نے ہجرت کو پسند کیا، اور حضرت سارؓا کو لیکر جب وہ فلسطین کی طرف جارہے تھے قرآن اشارہ دیتا ہے کہ اس وقت حضرت ابراہیمؑ نے ٹوٹے ہوئے دل سے دعامانگی۔

## بلند مقاصد کی خاطر حضرت ابراہیمؑ کااولاد کی دعا کرنا:

﴿رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ﴾ (۱)

(۱) الصافات:۱۰۰

''اے میرے رب! مجھے نیک بخت اولاد عطا فرما!''

اور دل بھی کتنا بکھر چکا ہوگا! اور تمنائیں کتنی منتشر ہو چکی ہوں گی! کیسے آرے چلے ہوں گے حضرت ابراہیمؑ کی طبیعت پر! اور کیا دعا مانگی ہے کہ اگر ابراہیم مرجائے تو اسکا کام یہیں پر ختم نہ ہو، اسکی تحریک اور اسکا مشن اور اس کے طریقۂ کار کے اندر کوئی ایسا وارث بھی پیدا ہو جو میرا جانشیں بنے اور جو میری دین کی خدمت کے تسلسل کو باقی رکھے، اولاد کو اس لئے نہیں مانگا کہ جائیداد کا وارث بنے، اولاد کو اس لئے نہیں مانگا کہ بڑھاپے کا سہارا بنے، یہ بھی کوئی ناجائز مقصد نہیں ہے؛ لیکن اونچا بھی نہیں ہے، بلند بھی نہیں ہے، اور پاکیزہ بھی نہیں ہے، اصل بلند مقصد تو یہ ہے کہ دین کی خدمت کے لئے اولاد اللہ سے مانگی جائے۔

## حضرت ابراہیمؑ کی مصر کے بادشاہ وقت سے ملاقات:

حضرت ابراہیمؑ جب مصر سے گزر رہے تھے تو ایک واقعہ پیش آیا، بادشاہ وقت نے حضرت سارہؓ کو تنہائی میں بلایا اور گناہ کے ارادہ سے بلایا، ایک مرتبہ بڑھنے لگا، حضرت سارہؓ نے دعا کی تو منہ کے بل زمین پر گر گیا، دوسری مرتبہ بڑھنے لگا حضرت سارہؓ نے دعا کی، پھر منہ کے بل گر گیا، آدمی کو اسکی خواہش بھی کتنا اندھا بنا دیتی ہے اور آدمی کا نفس بھی آدمی کو کتنا بے قابو اور بے لگام کر دیتا ہے، کتنا ڈسے جانے کے باوجود اور کتنے بھگتنے کے باوجود یہ نفس توبہ کرنے کے لئے آمادہ نہیں ہوتا، تیسری مرتبہ پھر بڑھنے لگا حضرت سارہؓ کی دعا کی برکت سے منہ کے بل زمین پر گر گیا، اسے یقین ہو گیا کہ یہ اللہ کی کوئی خاص بندی محسوس ہوتی ہے، بخاری شریف کی روایت میں اشارہ ملتا ہے کہ اس نے اپنی شہزادی حضرت ہاجرہؑ کو بطور خادمہ کے حضرت ابراہیمؑ کے حوالہ کر دیا، حضرت سارہؓ سے حضرت ابراہیمؑ کو کوئی اولاد نہیں تھی، پہلی اولاد حضرت ہاجرہؓ سے ہوئی، اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے ۸۰/سال سے زیادہ کی

عمر میں حضرت اسماعیلؑ جیسا بیٹا ان کے یہاں تولد فرمایا۔

### حضرت ابراہیمؑ کا دوسرا امتحان:

علامہ ابن قیم جوزیؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی نے چوں کہ حضرت ابراہیمؑ کو خلیل بنایا اور اللہ نے یہ پسند نہیں کیا کہ خلیل کے دل پر بیٹے کی محبت کچھ غالب آجائے، زیادہ اثر انداز ہو، اللہ تعالیٰ نے اسکی صفائی بھی کرنا چاہا، امتحان بھی لینا چاہا، حضرت ابراہیمؑ کو حکم دیا کہ بڑھاپے کی اولاد کو لے جا کر بے آب و گیاہ جنگل میں جہاں نہ پانی ہو نہ گھاس ہو ایسے علاقہ کے اندر بہت فاصلہ پر چھوڑ دیا جائے، کیا زبردست یقین ہے اللہ تعالی کی ذات پر! حضرت ہاجرہؓ فرماتی ہیں کہ ہم وہاں کیسے رہ سکتے ہیں جہاں کوئی مونس نہیں، جہاں کوئی سامان زندگی نہیں، حضرت ابراہیمؑ چپ ہیں، حضرت ابراہیمؑ سے انہوں نے پوچھا کیا یہ اللہ کا حکم ہے؟ حضرت ابراہیمؑ نے صرف اتنا فرمایا "نعم" اور آگے بڑھ گئے، جب بھی حضرت ابراہیمؑ کا دل ٹوٹا ہے تو آپؑ نے یہ دعا فرمائی ہے جس کو قرآن نے نقل کیا ہے، حضرت ابراہیمؑ نے اپنی بیوی اور بچہ کو تھوڑا سا پانی اور کھجور دیکر وہاں پر چھوڑ دیا اور دعا فرمانے لگے:

﴿رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلَاةَ فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ﴾ (۱)

''میرے پروردگار! میں نے اپنی اولاد میں سے کچھ کو آپ کے قابل احترام گھر کے پاس ایک ناقابل کاشت وادی میں آباد کر دیا ہے، ہمارے پروردگار! یہ اس لئے کہ وہ نماز قائم کریں؛ لہٰذا آپ لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل کر دیجئے اور انھیں کھانے کے لئے

(۱) ابراہیم: ۳۷

پھل عنایت کیجئے؛ تا کہ وہ شکر گزار رہوں۔''

اللہ میں نے چھوڑا ہے، میں آپ سے پانی نہیں مانگتا، میں روٹی نہیں مانگتا، میں یہ مانگتا ہوں کہ آپ اسے نمازی بنائیے، آپ اسے آپکے گھر کا آباد کرنے والا بنائیے، لوگوں کے دلوں کو اس طرف متوجہ کر دیجئے! حضرت ابراہیمؑ اس امتحان میں بھی کامیاب ہوئے اور پھر آگے کا چوتھا مرحلہ شروع ہوا۔

## حضرت ابراہیمؑ کا تیسرا سخت ترین امتحان:

یہاں پر تو حضرت ابراہیمؑ سے کہا جا رہا ہے کہ اپنے اس بیٹے کو ذبح فرما دیں، جو بیٹا کام کاج میں ساتھ دینے کے لائق ہو گیا ہے اسے ہی ذبح کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے، قرآن کہتا ہے:

﴿فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَابُنَيَّ إِنِّي أَرَى فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرَى قَالَ يَاأَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ﴾(۱)

''پھر جب وہ ابراہیم کے ساتھ دوڑ دھوپ کی عمر کو پہنچ گیا تو ابراہیم نے کہا: اے میرے بیٹے! میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ تم کو ذبح کر رہا ہوں تو تم سوچ لو کہ تمہاری کیا رائے ہے؟ بیٹے نے کہا: آپ کو جو حکم ہوا ہے، اُسے کر گزریئے، انشاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔''

## ہماری نسلوں کا حال:

تربیت یہ ہونی چاہئے، آپ نے کیا نسل پیدا کی ہے؟ کیا آپ اپنی گودوں کے اندر

---

(۱) الصافات:۱۰۲

ایسی نسلوں کی پروش کر رہے ہیں جو ڈولر کے لئے اپنے دین کو ذبح کر سکتا ہے، ریال کے لئے اپنی ماں کے جنازہ کو ٹھکرا سکتا ہے، جو چند کوڑیوں کے لئے اپنی ڈاڑھی کو مونڈنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے، آپ نے کیا بیٹیوں کی پرورش کی ہے؟ جو اپنی انانیت کے لئے عدالتوں کی سیڑھیاں چڑھ سکتی ہیں، جو اپنے میں پن کو باقی رکھنے کے لئے وکیلوں کی جوتیا سیدھی کر سکتی ہیں، یہ عید کا سبق ہے، یہ آداب فرزندی ہیں۔

## حضرت اسماعیلؑ کا بے مثال صبر:

مسند احمد بن حنبلؒ کی روایتوں میں ہے کہ حضرت اسماعیلؑ نے فرمایا ابا جان! چھری تیز چلائیں! اور یہ میرا سفید قمیص اتار لیجئے! کفن کے لئے کام آجائے گا، حضرت اسماعیلؑ نے فرمایا ابا جان! کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کی محبت چھری چلانے اور مجھے ذبح کرنے میں پس وپیش کرے:

﴿سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ﴾(۱)

آپ مجھے بے قابو ہوتا ہوا نہیں پائیں گے، آپ مجھے نا قدری کرتا ہوا نہیں پائیں گے، حضرت ابراہیمؑ سے اللہ تعالی نے فرمایا ابراہیمؑ تم نے اس امتحان کو پورا کر دکھلایا، اس آزمائش میں کامیاب نکلے اور اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿وَإِبْرَاهِيمَ الَّذِي وَفَّىٰ﴾(۲)

''اور ابراہیمؑ پوری طرح اللہ کے احکام بجالائے۔''

## قربانی کا اصل مقصد:

ابراہیمؑ وہ ہے کہ جس نے ہر اس وعدہ کو پورا کیا جو اس نے اللہ سے کر رکھا تھا، صرف

---

(۱) الصافات:۱۰۲

(۲) النجم:۲

گوشت کھانے کو قربانی نہ سمجھو، صرف نئے کپڑوں کے پہننے کو قربانی نہ سمجھو، اپنی کسی ناجائز تمنا پر بھی تو چھری چلاؤ، اپنی کسی ناپاک عادت کو بھی تو چھوڑو، اپنی تربیت کا رخ بھی تو بدلو، ایک بہن کی میراث کا حق ادا کرنے کا حوصلہ بھی تو کرو، تب ہی تو سمجھا جائے کہ اس عید نے ہماری زندگیوں کا رخ بدلا ہے۔

## مسلمانوں کی تاریخ کے چند روشن پہلو:

ہمیں شکایت حکومتوں سے نہیں ہے، جب ہم خود ہی اپنی تاریخ سے واقف نہیں، اس ملک کے مسلمان باشندہ ہیں، مالک ہیں، حقدار ہیں، کرایہ دار نہیں ہیں، مسلمان ۸۰۰/سال پہلے ۹۰۰/سال یہاں آیا، توحید کا سبق لیکر آیا، ایک اللہ کی دعوت دینے کو لیکر آیا، وہ چیزوں کے تسخیر کرنے کا حوصلہ رکھتا ہے، یہاں پر مسلمانوں نے آکر ستی کی عادت کو ختم کیا، ورنہ بیواؤں کو جلتی آگ میں شوہر کے ساتھ ڈال دیا جاتا تھا، مسلمانوں آکر یہاں پہ ایک عورت کو جس کو گھٹیا مقام دیا گیا تھا اللہ تبارک وتعالی کے اتارے ہوئے دین کی روشنی میں عورت کو ایک حیثیت دی اور اسکو حقوق دئے اور یہاں مساوات کے پیغام کو عام کیا، ذات پات اور شودر، اونچ نیچ کو ختم کیا، یہ اسلام کا ہی احسان اور اسلام کا ہی وہ عطیہ ہے کہ جس نے یہاں پر ذات پات کے خلاف اور طبقاتی اونچ نیچ کے خلاف آواز لگائی۔

## ہندوستان کے مسلم بادشاہوں کے کارنامے:

ہندوستان کی حقیقی تاریخ رامائن اور گیتا یہ ہندوستان کی حقیقی تاریخ بتلانے والی نہیں ہیں، مسلمان تاریخ ساز بھی تھا اور مسلمان تاریخ نگار بھی تھا، یہاں کے تمدن اور یہاں کی صنعت، یہاں کی حرفت اور یہاں کے بادشاہ اتنے کوئی اللہ والے تو نہیں، خلیفۂ راشد تو نہیں، اورنگ زیب عالمگیرؒ کے علاوہ؛ لیکن وہ ایسے ظالم بھی نہیں تھے، وہ یہاں کے خزانوں کو

لوٹ کر باہر ملکوں میں منتقل کرنے والے نہیں تھے، وہ یہاں فرقہ واریت کو ہوا دے کر اپنی کرسیوں کے سنبھالنے والے نہیں تھے، یہاں پر قوموں کے درمیان فرقہ واریت کی آگ، فسادات کی آگ لگا کر رشوت کے ماحول کو بنا کر اسکا کوئی تصور ان کے زمانہ میں نہیں کیا جا سکتا تھا۔

انہوں نے سڑکیں بنائیں، اس ملک کو آباد کیا، علاقوں کی زبانوں کو ترقی دی، سارے مذہبوں کا احترام کیا گیا، ہر مذہب کو رہنے کا حق دیا گیا، اگر کسی مذہب کو مٹانے کی کوشش کی جاتی، اگر کسی مذہب کی عبادت گاہ کو اس صفحۂ ہستی سے اس ملک کی سرزمین سے ختم کرنے کی کوشش کی جاتی تو ۸۰۰ ؍سال کا وقت بہت ہوا کرتا ہے ۹۰۰ ؍سال کا وقت بہت ہوا کرتا ہے۔

## دین اسلام ظلم کی اجازت نہیں دیتا:

یہاں کے صوفیاء انسانیت کی پناہ گاہ ہوا کرتے تھے، یہاں کے علماء مذہبی رواداری کا پیغام رکھا کرتے تھے، اسلام ظلم کی اجازت نہیں دیتا ہے، اسلام ہر ملک کے باشندہ کی برابر ترقی کا خواہش مند ہے، یہ نہیں ہوسکتا ہے، میرا ہاتھ تو تندرست ہو اور میرا پیر معذور سے معذور اور بیمار سے بیمار بنتا جائے، یہ جسم ترقی کیسے کرے گا؟ یہاں اس ملک کے اندر رہنے والا مسلمان اس ملک کے بسنے والے دیگر مذاہب سب کی ترقی مساویانہ طور پر اور ہر ایک کو اپنے مذہب پر چلنے کی پوری آزادی اور ان کے پرسنل لاء کا تحفظ کسی پارٹی کے قبضہ میں نہیں ہے، کسی ایک حکومت کے اختیار میں نہیں ہے، یہ میرے اور آپکے قابو میں ہے۔

## غیروں سے انصاف کی امید نہ رکھیں:

آپ کیوں جاتے ہیں ان لوگوں کے پاس کہ جنہیں نکاح اور طلاق کا نظام پتہ نہیں ہے؟ آپ ان لوگوں کے پاس کیوں جاتے ہیں جو آج اپنی بیٹیوں کو مردوں کی میراث

میں حصہ دینے کے لئے تیار نہیں ہیں؟ آپ ان لوگوں کے پاس کیوں جاتے ہیں جو بیچارے آشرموں اور مندروں کے اندر اپنی بیٹیوں کی حفاظت نہیں کر سکتے؟

آپ کو ان لوگوں سے انصاف کی امید ہے جو پہلے ہی اپنے ضمیر کو بیچ چکے ہیں، جو اپنے قلم کو زانی کا ساتھ دینے، ظالم کا ساتھ دینے، باطل کا ساتھ دینے کے لئے دولت نے ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا، سیاست کی کرسی نے انہیں بہرا کر دیا، آپ کو ان سے انصاف کی امید ہے، آپ نے پرسنل لاء کو چھوڑا ہے، آپ نے اسلام کے قانون کی ناقدری کی ہے۔

حضرت مولانا یوسف صاحبؒ فرماتے تھے کہ مسلمان کسی قانون پر چلے آپ نے پہلے پرخوں کو چھوڑا ہے، اپنی نسلوں کو غیروں کی زبان کا غلام بنایا، اسلامی مزاج، اسلامی کتب خانہ کی ترجمانی کرنے والی زبان کو ہم نے سب سے پہلے چھوڑا، ہم کیا شکایت کریں؟ پارٹیوں کی اور کیا شکایت کریں ان لوگوں کی جو اردو زبان کے سلسلہ میں ملازمتی نہیں دیتے، اردو زبان کو کوئی خاطر خواہ مقام نہیں دیتے۔

## قربانی کا پیغام غیر مسلم بھائیوں کے نام:

آپ اس ملک میں رہنا چاہتے ہیں، داعیانہ کردار کے ساتھ رہئے، سیاسی مسائل دعوت کی راہ میں رکاوٹ بنے ہوئے ہیں، حجاب بنے ہوئے ہیں، ہم ریز رویشن نہیں چاہتے ہیں، ہم کرسیاں نہیں چاہتے ہیں، ہم عہدے نہیں چاہتے، ہم امن چاہتے ہیں، ہم ایمان چاہتے ہیں، ہم لینے کا ہاتھ لیکر نہیں آئے ہیں، ہم دینے کا ہاتھ لیکر آئے ہیں، یہاں سے ظلم کا ختم کرنا یہاں سے ظالم کا ختم کرنا یہاں سے رشوت کو ختم کرنا یہاں سے سود کا خاتمہ کرنا یہاں سے اونچ نیچ اور بھید بھاؤ کو ختم کرنا، یہاں سے شادیوں کی فضول خرچیاں ختم کرنا کہ جس کو ہر کمیٹی بھگت رہی ہے، ہر سوسائٹی کی بیٹیاں اس رسم کے اندر جل رہی ہیں؛ لیکن کوئی طبقہ اس

بیماری کا علاج کرنے کے لئے تیار نہیں ہے، آپ کیوں ان غیر ضروری مسائل کے ذریعہ سے پورے ملک کو نان اشوز پر جھونکنا چاہتے ہیں؟ اس کے لئے آپ یہاں پر انسانیت کے علمبردار، آپ اسلام کی نمائندگی کرنے والے پڑوسی بن کر رہیں، آپ اس قربانی کے ذریعہ سے صفائی کا پیغام دیں۔

### ایذائے مسلم حرام ہے:

حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ میں استنجا کرکے باہر آیا اور وہاں پر نجاست کے کچھ ذرات رہ گئے، پانی کے ڈالنے کا خاطر خواہ اہتمام نہ ہوسکا، والد محترم نے فرمایا بیٹا! تم جانتے ہو تم نے حرام کام کیا ہے، ایذائے مسلم تو حرام ہے، آپکے بعد آنے والے کو تکلیف ہوگی کہ آپ نے یہاں پر نجاست کے ذرات چھوڑ دئے ہیں۔

آپ خون بہادیتے ہیں، آپ گندگیاں سڑکوں پر ڈال دیتے ہیں، اپنی قربانی کی نیکی کو اس گندگی کے پھیلانے کے ذریعہ سے مردود نہ کیجئے، جیسے اسراف وضو کی عبادت کی نورانیت کو ختم کردیتا ہے، قربانی کے حصہ مساویانہ طور پر تقسیم کیے جائیں، جانور کے حرام اجزاء کا کھانا حرام ہے، پت کا کھانا حرام؛ لیکن ہمیں شعور نہیں ہے، اسی طرح بہت سے اجزاء حرام ہیں جن کو نہیں کھانا چاہئے۔

گوشت کے لئے قربانی نہیں دی جاتی، اللہ کو راضی کرنے کے لئے اور نیکی حاصل کرنے کے لئے قربانی دی جاتی ہے، قربانی دینے کے سلسلہ میں کوئی بخل نہ ہو۔

### وسعت کے باوجود قربانی نہ کرنا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

مَنْ كَانَ لَهُ سَعَةٌ، وَلَمْ يُضَحِّ، فَلَا يَقْرَبَنَّ مُصَلَّانَا. (١)

’’جس شخص کے پاس قربانی کرنے کی گنجائش تھی، اس کے باوجود اس نے قربانی نہیں کی تو ایسا شخص ہماری عیدگاہ کے قریب بھی نہ آئے۔‘‘

اللہ تبارک وتعالی ہم سب کو اس ملک کے اندر ذمہ دار داعی شہری بن کر جینے کی توفیق عطا فرمائے، اور اس ضعیف کو اللہ تعالی اسوۂ ابراہیمی اور ملت ابراہیمی سے وابستگی کا حقیقی اظہار اور حیات ابراہیمی سے حقیقی سبق وعبرت لینا اللہ تعالی میرے لئے اور آپ کے لئے مقدر فرمائے۔

**وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین**

(١) سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر: ٣١٢٣